غزلیں

فیاض فاروقی

○

یہاں پہ الجھی ہوئی ہے وہاں میں الجھی ہے
یہ عشق بیل میرے جسم و جاں میں الجھی ہے

بلند کتنی ہے دیوار قید خانے کی
کمند جاکے میری آسماں میں الجھی ہے

نگاہ ملتے ہی پھنکنے لگا بدن تو لگا
یہ آنکھ اب کسی آتش فشاں میں الجھی ہے

بہار کہنا پڑے گا خزاں کے موسم کو
چمن میں بات گل و باغباں میں الجھی ہے

زمانہ ہوگیا ہجرت کیے مگر اب بھی
یہ یاد ہے کہ اسی آشیاں میں الجھی ہے

ابھی نہ کوئی کرے گفتگو محبت کی
زمیں مسائل سود و زیاں میں الجھی ہے

خالد عبادیؔ

○

نظر میں کسی کی سمایا ہوا ہے
وہ نایاب پہلے سے پایا ہوا ہے

بہت دے کے الزام دیوانگی کو
غضب تم نے بیکار ڈھایا ہوا ہے

اسی سے محبت اسی سے اُمیدیں
اسی سے غم دل چھپایا ہوا ہے

مسیحائی جس کی ادا میں ہے شامل
یہ مرہم اسی کا لگایا ہوا ہے

جسے تم کتابوں میں اب پڑھ رہے ہو
وہ قصّہ تو کب کا سنایا ہوا ہے

زمیں سے فلک تک، بشر سے ملک تک
ہر اک کھیل اس کا رچایا ہوا ہے

نہیںؔ ہے کوئی شہر بھر میں ہمارا
عبادیؔ وہ جب سے پرایا ہوا ہے

آئی جی کرائم، چنڈی گڑھ، پنجاب

معرفت بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ (بہار)